48 برسوں میں
کیا کھویا کیا پایا ؟

سید عطاءالمحسن بخاری

ہم نے مشرقی پاکستان کھودیا۔
ہم نے ۱۲ کروڑ مسلمان کھودیئے۔
ہم نے پٹ سن جیسی عظیم نعمت ہاتھوں سے کھودی۔
ہم نے دو قومی نظریے کی خود ہی نفی کر دی اور نظریۂ قوم و وطن کھویا۔
ہم نے جنوبی ایشیا میں ہندوستان کی بالادستی قبول کی۔
ہم نے ہندوستان کے ساتھ اقتصادی روابط بڑھائے۔
ہم نے بیرون ملک ہندوستانی تاجروں سے شکست کھائی۔
ہم نے کشمیر کا مسئلہ صرف نئے پاکستان..... بھٹو کے پاکستان.... کے عوام کی جذباتی تسکین اور مصروفیت کے لئے باقی رکھا۔
ہم نے فیصلہ کر لیا ہے کہ کشمیر پاکستان کا نہیں ہے۔ کشمیر کشمیریوں کا ہے۔ چاہے وہ پاکستان کے ساتھ رہیں، یا آزاد، خود مختار کشمیریوں کی ریاست بنائیں۔ یا پاکستان و ہندوستان کے مقبوضات میں !
ہم نے پاکستان اسلام کے نام پر بنایا مگر اسلام (نہ کہ "اسلامیات") پاکستان میں کبھی لازمی مضمون کے طور پر نہیں پڑھایا گیا، اسلام پاکستان والوں کی آپشن ہے پڑھیں یا نہ پڑھیں۔
اسلام پاکستانیوں کے لئے بھی آپشنل مسئلہ ہے وہ مانیں یا نہ مانیں۔
اسلام ۴۸ برس میں کبھی پاکستان کا مسئلہ نہیں رہا۔
ان ۴۸ برسوں میں سرمایہ دار اور جاگیردار پھلا، پھولا اور پھٹ گیا۔ اس کی "پھٹن" سے شراب، زنا، جُوا، چوری، ڈاکہ، قتل، اغوا، سود، جھوٹ، وعدہ خلافی، ملاوٹ جیسی موذی عادات پھیلیں، عام ہوئیں اور بلاء ناگہانی بن کے پوری قوم کو چمٹ گئیں۔
۴۸ برس میں ان اعمال بد کی اصلاح کا ایک کام بھی نہیں ہوا۔
۴۸ برسوں مین بد عملوں، فاسقوں اور فاجروں کے اس انبوہ کثیر کے سرکاری و غیر سرکاری کسی فرد کو شرعی سزا نہیں دی گئی۔ بلکہ شرعی سزاؤں کو "وحشیانہ" سزائیں کہا گیا۔
شرعی سزاؤں کو وحشیانہ سزا کہنے والا طبقہ اسے کے بروہی سے لے کر آج تک حکومتوں کے دل و دماغ پر مسلط

ہے۔ یہ کفر پرور، سیکولر اور لبرل طبقہ حکومتوں کے اعصاب پر بھی مسلط رہا ہے۔
آج یہی نابکار طبقہ حکومت کر رہا ہے۔

۴۸ برس میں ایک قوم تیار کی گئی جو جمہوریت اور اسلام میں سے کسی ایک کو چن لے۔ اس نئی قوم نے اسلام کی بجائے جمہوریت کا انتخاب کیا، دوسرے کربناک واذیت ناک لفظوں میں ہم نے اسلام چھوڑ دیا ملک کی طربناکی و خوشحالی کے لئے ڈیموکریسی ضروری قرار دی گئی۔

ہم نے ۴۸ برسوں میں "سرکاری" محنت و جانفشانی سے اسلام کو کمیوں کمیروں کا مذہب بنا دیا۔ مادی وسائل و اعتبارات کے لحاظ سے پاکستان کا کوئی بھی بڑا آدمی دین نہیں جانتا، اور جاننا چاہتا بھی نہیں۔ اپنے بچوں کو دین پڑھانا نہیں چاہتا۔ انہیں دینی محفلوں، تقریبوں میں شرکت کے لئے جانے نہیں دیتا۔ انہیں دینی شخصیات کے قریب بھٹکنے نہیں دیتا۔ دینی ماحول، دینی مزاج، دینی لباس، دینی بود و باش دینی تراش خراش، دینی سیرت و صورت سے اسے گھن آتی ہے۔ دینی چال ڈھال کا وہ مذاق اڑاتا ہے۔ پھبتیاں کستا ہے۔ دینی شخصیت کو بے کار کے لوگوں میں شمار کرتا ہے۔ اس کا آئیڈیل کلنٹن ہے۔ وہ دنیا صرف اپنی سمجھتا ہے۔ یعنی... اپنی ملکیت و میراث بلاشرکت غیرے! اور پھر وہ بھاڑے بھتّے پر آخرت بھی مول لینا چاہتا ہے۔ اس دھندے کے لئے اس نے فرسودہ اور گھسے پٹے لوگوں کی ایک منڈلی بنا رکھی ہے۔ جن کی خدمات حاصل کر کے، یہ مرنے کے بعد چند کھوٹے سکوں کے خرچ کرنے سے مغفرت، رحمت، جنت، حور و غلمان، کا "الاٹی" بننا چاہتا ہے۔ دودھ اور شہد کی نہروں میں غوطے لگانا چاہتا ہے اور وہاں بھی مولوی کو کمی رکھنا چاہتا ہے۔ یہ جنت کو بھی پاکستان کا کوئی صوبہ، ضلع، تحصیل یا قصبہ سمجھتا ہے۔ جس میں الیکشن جیتنے کے جملہ حقوق اسی کے نام محفوظ ہیں۔ یا جنت کو اسلام آبادی بھوتوں، چڑیلوں کی ملکیت سمجھتا ہے کہ جو چند بے قیمت اعمال کے بدلے میں الاٹ ہو جائیگی!

۴۸ برسوں میں اس قماش کے بڑے آدمی اس ملک میں، اتنے زیادہ ہو گئے ہیں کہ ملک ان کے لئے چھوٹا پڑ گیا ہے۔ ہاں ہاں! یہ عبرت کی جا ہے تماشا نہیں ہے۔ کیونکہ یہ ایسا تماشا ہے جس میں تماشائی اور اجزائے تماشا، کوئی بھی عبرت پکڑنے کو تیار نہیں ہے............ع

محو حیرت ہوں وطن کو کیا سے کیا ہو جائیگا۔